پروفیسر محمد حمزہ نعیم

دہشت گردی کے خلاف جنگ ہماری اور اسلحہ اُن کا؟

مسلمان کبھی دہشت گرد نہیں ہوتا، ہمیشہ امن اور سلامتی کا پیامبر ہوتا ہے۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے، مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے اموال اور اپنے خون یعنی جانوں کو محفوظ سمجھیں۔ (الحدیث)

دوسری طرف کتاب لاریب میں اللہ نے بتا دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، ہاں تم ہی اُن کی ملّت اختیار کر لو تو اور بات ہے۔ (القرآن)

پھر یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ ''امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہمارے واجبات ادا کرے۔'' وزیر خزانہ پاکستان...... اگر یہ دہشت گردی کی جنگ ہماری جنگ ہے تو خرچہ امریکہ کیوں دے؟ اور اگر یہ امریکی مفادات کی جنگ ہے تو اس میں وطنِ عزیز کے سپوت کیوں مروائے جا رہے ہیں؟ پرویز مشرف پر تو غداری کا مقدمہ کہ اس نے آئین توڑا اور ملکی افواج کو امریکی ہراول دستہ (فرنٹ لائن سٹیٹ) بنا دیا مگر زرداری گورنمنٹ نے بھی اس روسیاہی میں بھرپور حصہ ڈالا اور اب شریفوں کی حکومت بھی ایک انچ آزادی کی راہ پر نہیں آئی...... الیکشنی وعدے اپنی جگہ پر...... ایک بڑے آدمی نے دوسرے بڑے آدمی پر الزامات کی بھرمار کر دی تھی، اُس نے عدالت میں طلب کر لیا تو وہاں کہہ دیا جناب وہ تو میرا سیاسی بیان تھا (یعنی حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا، سب جھوٹ اور چکر بازی تھی)۔ عدالت نے بھی اُسے چھوڑ دیا اور متاثرہ فریق نے بھی اس کی معذرت قبول کر لی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ پہلے زمانے میں انبیاء سیاست کرتے تھے مگر وہ سیاست لائق مدح ہوتی تھی۔ آج سیاست جھوٹ اور فریب کے معنی میں لی جا رہی ہے جب کہ سیاست کا لغوی معنی قطعاً یہ نہیں ہے۔ سیاست کا معنی تو سرداری اور امانت داری کے سوا کچھ نہ تھا۔ کسی بھی عربی اردو لغت کو اٹھا کر دیکھ لیں۔

طالبان سے مذاکرات کا وعدہ شریف حکومت نے الیکشن کے دوران کیا تھا مگر امریکہ سے اجازت نہ ملی تو اس کو ٹالتے رہے حتٰی کہ پھر صدر امریکہ نے وزیر اعظم کو طلب کیا۔ مذاکرات کی انتظار میں قوم گھڑیاں گن رہی تھی، طالبان مطمئن تھے، انہوں نے پالیسی بدل لی تھی احتیاط چھوڑ دی تھی جیسے ہی اُن کے امیر حکیم اللہ نے حکومتی ٹیم کو وقت دیا، حکومتی ٹیم نے تو کیا پہنچنا تھا، امریکی ڈرون پہنچ گئے...... طالبان نے وہی نتیجہ نکالا جو ایک فریق مقدمہ نکالا کرتا ہے کہ نواز شریف نے خود ہمیں مروایا ہے...... خیر ڈرون بھی جاری رہے اور مخلص محبِّ وطن لوگ بھی دوبارہ مذاکرات کی کوشش کرتے رہے بالآخر حکومت اور طالبان دونوں طرف سے مذاکراتی کمیٹیاں نامزد کی گئیں، پس پردہ مذاکرات شروع ہوئے۔ مولانا سمیع الحق کا بیان آیا کہ ہم مذاکرات کے لیے چھپتے پھرتے تھے کہ اُوپر ڈرون چکر لگا رہے تھے...... صرف عوام نہیں عوام سے زیادہ حکومت اور ایجنسیوں کو علم ہے کہ طالبان کی جنگ بندی کے باوجود دھماکے اور حملے کون کر رہا ہے۔ سابق پاکستانی سفیر

(امریکہ) نے ہزاروں کے حساب سے امریکیوں کو ویزے دیے تھے اور ایک ہی رات میں ہزاروں ویزے دبئی سے بھی جاری کیے گئے تھے۔ کسے معلوم نہیں کہ بلیک واٹر اور زی ورلڈ کے علاوہ را اور موساد کے ایجنٹ اپنی کارگزاری میں ماہر ہیں۔ فیصل آباد میں گرجے پر حملہ کرنے کے لیے جانے والے افراد پکڑے گئے وہ کرسچین تھے مگر طالبان کا لٹریچر اور طالبان نام کی رکنیت اور اسلحہ اُن کے پاس ملا..... مگر کیا اخبارات میں آنے کے باوجود بھی اُن کو کوئی سزا ملی؟ کراچی میں امریکی پکڑے گئے مگر کیا اُن کا اسلحہ امن کا نشان تھا؟ پشاور میں کئی بار بیرون ملکی اسلحہ بردار پکڑے گئے کیا انہیں کوئی سزا دی گئی؟ ہم طالبان کی کارروائیوں کے حامی نہیں مگر طالبان کی وردی پہن کر ملکی بربادی کے حصہ دار غیر مسلم اور اُن کے ایجنٹ بھی کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ اس جنگ سے جو قطعاً ہماری جنگ نہیں اس سے دست بردار ہوں۔ امریکی اسلحہ اور امریکی ڈالروں سے ملک وملّت کو برباد مت کریں۔ اللہ حافظ وناصر ہو۔

بزرگی کی اصل پہچان

(حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

صاحبو! بزرگی کی پہچان یہ ہے کہ جتنا زیادہ بزرگ ہوگا اسی قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی حالت ملتی جلتی ہوگی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کا زیادہ پابند ہوگا۔ کیونکہ فقیری بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے نکلی ہے۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ مولویوں کے پاس نہیں جاتے اسی لیے بہت سی غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بزرگی کی ایک پہچان یہ بھی اپنے دل سے گھڑ رکھی ہے کہ جو شخص آنکھ ملتے ہی بے ہوش کر دے، اُٹھا کر زمین پر پٹک دے وہ بڑا بزرگ ہے۔ کس قدر بے ہودہ بات ہے کہ اگر یہ بزرگی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ضرور اس کو برتنا چاہیے تھا۔ پھر کیا وجہ کہ جب کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا تو آپ اس کے انتظار میں رہے کہ یہ لوگ ذرا غافل ہو جائیں تو میں نکل کر جاؤں۔ آپ نے ایک ہی نگاہ میں کیوں سب کو بے ہوش نہ کر دیا۔ پھر جب مدینہ کو تشریف لے چلے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے چلتے تھے جب سراقہ سامنے آ گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں بھیجا گیا تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور سراقہ چلا آ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے دعا ہی فرمائی کہ اے اللہ! ہم کو اس کے شر سے بچا چنانچہ دعا کرتے ہی پیٹ تک اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا کہ شاید آپ نے میرے لیے بددعا کی ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ قریش کو آپ کا پتہ نہ دوں گا۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ پھر اس نے اپنا وعدہ پورا کیا کہ راستہ میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کے لیے آتا ہوا ملا اس کو لوٹا دیا آپ کا پتہ کسی کو نہ دیا۔

اس واقعہ سے آج کل کے لوگوں کو سبق لینا چاہیے کہ اس زمانہ کے کافروں میں بھی عہد و پیمان کا پاس ولحاظ تھا۔ آج کی طرح پولیٹیکل اور سیاسی چالیں نہ تھیں۔ بلکہ آج سے چند روز پہلے تک بھی یہ خُوبی اکثر لوگوں میں موجود تھی مگر افسوس آج بالکل اس کا پتہ نہیں اور خاص کر مسلمانوں کی حالت تو اس وقت کہنے کے قابل نہیں۔ دن میں سیکڑوں جھوٹے وعدے کرتے ہیں، بیسیوں مکر کرتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ رنج کی بات یہ ہے کہ جو دین دار کہلاتے ہیں وہ بھی اس حالت سے پاک نہیں۔

صاحبو! پہلے لوگ اس قدر سیدھے سادے بھولے ہوتے تھے کہ ان کو کسی قسم کی چالاکی آتی ہی نہ تھی۔ (تسہیل المواعظ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵)